نظرات

۶ دسمبر ۱۹۹۲ء آزاد ہندوستان کی تاریخ میں سیاہ ترین دن کے طور پر ہمیشہ یاد رہے گا کہ اس منحوس دن ہندوستان میں موجود تمام سیکولر جماعتوں اور سیکولر قانون و عدلیہ کو منہ چڑاتے ہوئے سیکولر آئین پر یقین نہ رکھنے والی فرقہ پرست و فاشسٹ تنظیمیں اپنے ناپاک منصوبہ میں بالآخر کسی حد تک کامیاب ہو ہی گئیں اور ۴۶۵ سال قدیم بابری مسجد کو ایودھیا میں لاکھوں لوگوں کے مشتعل و بے لگام ہجوم کے ذریعہ چند گھنٹوں میں مسمار کرکے زمین کے برابر کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس اندوہناک حادثہ سے ہندوستان کے سیکولر خیال کے افراد یا جماعتوں کو سیاسی طور پر جو چوٹ پہونچی ہے اسے تو وہ ہی جانیں لیکن مسلمانانِ ہند بلکہ صحیح تو یہ ہے کہ مسلمانانِ عالم کو بابری مسجد کی مسماری سے جو مذہبی ٹھیس و اذیت پہونچی ہے اسے لفظوں میں بیان کسی طرح کیا ہی نہیں جاسکتا ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جس ہندوستان کی آزادی کے لئے سب سے پہلے علماء اسلام نے اپنے سر پر کفن باندھ کر عملی جد و جہد کی تھی اور اس کے لئے ہر صعوبت ہنسی خوشی برداشت کی تھی اس ہندوستان کی آزاد فضاء میں ہی اسلام کے ماننے والوں کی عبادت گاہ (خانۂ خدا) کو قانون کے رکھوالوں کی موجودگی میں آناً فاناً تباہ و برباد کر دیا گیا۔ علماء اسلام پر کیا بیت رہی ہوگی کیا آزادیٔ ہند کی بازیابی کے لئے جد و جہد اسی "سیاہ وقت" کے دیکھنے کے لئے کی گئی تھی اور کیا آزادی کا نصب العین یہی تھا؟۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد مسلمانانِ عالم کو زبردست صدمہ و غم سے دوچار ہونا پڑا تھا جب انگریز سامراج نے بڑی چالاکی اور مکاری کے ساتھ ترکی کا بٹوارہ اپنے مفاد میں کیا، اور مصطفیٰ کمال پاشا کے ذریعہ سلطنت خلافت' منصب خلافت' ہی کا خاتمہ کر دیا تھا۔ مسلمانانِ عالم چیختے چلّاتے رہے اور انگریز سامراج اپنی فرعونیت کے زعم میں عالم اسلام کی ہر بات کو سنی اَن سنی کرتا رہا

اوراس نے وہ سب کچھ کیا جس سے مسلمانانِ عالم کو صدمہ وزک پہونچے اوران کی تباہی و بربادی کے راستے کھلیں ۔ ۱۹۹۲ء میں ۔ آزاد ہندوستان کے فرقہ پرستوں نے بھی مسلمانوں کے ہر احتجاج ومطالبہ کی اَن دیکھی کرتے ہوئے وہ ہی کیا جوانہوں نے چاہا ، چاہے اس سے کروڑوں انسانوں کی مذہبی دِل آزاری اور ملک کے آئین و عدلیہ کے حکم کی سراسر خلاف ورزی ہی کیوں نہ سرزد ہورہی ہو۔ فسطائی ذہنیت کے افراد ایسے وقت میں بین الاقوامی رائے عامہ کے ردّعمل سے بھی بے پرواہ رہے۔ جوملک اہنسا کا راگ جپتا ہوا ور جیو اور جینے دو کے نصب العین پر چلنے کا زوروشور سے پروپیگنڈہ کرتا ہو اس ملک کے اندر کروڑوں انسانوں کے دلوں کو بے رحمی کے ساتھ کچلتا ہوا ایسا زبردست حادثہ ہوجائے تو یہ سب ہی کے لئے حیرت واستعجاب کی بات ہے اور اسے غیر معمولی بات ہی سمجھا جائے گا ۔ مدتوں اس کی تلافی نہ ہوسکے گی اور آزاد ہندوستان کی تاریخ میں یہ سیاہ باب ہی کا باعث بنا رہے گا ۔ ہزاروں لوگوں کی ہمدردیوں کے بیانات آئیں گے ، اس حادثہ کی مذمت میں سیکولر لوگوں اور جماعتوں کی میٹنگوں کی قراردادیں چھپیں گی مگر جو گھاؤ دل کو لگ چکا ہے اس کے لئے یہ سب دکھاوے ہی کے زمرے میں ہوگا ۔ افسوس تواب رونے ہی پر آئے گا کہ کیوں رویا جارہا ہے ۔ حادثہ توہوچکا ہے اب ان باتوں سے غم کو دھونے کی چالاکی سے زخم کے بھرنے کے بجائے زخموں میں اور درد شدید محسوس ہوگا ۔ جس ملک میں جانوروں تک کی حمایت و پرستش میں زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے جاتے ہوں اس ملک میں انسانیت ہی شرما جائے اور خدا کے گھر کو مسمار کرکے کچھ لوگ خوشی محسوس کریں تواس سے زیادہ اُس کی بدبختی اور کیا ہوگی کہ اس کے باشندے ایسے لوگ بھی ہیں ؟ اور بیسویں صدی کے سائنسی و ماڈرن ترقی یافتہ اور تمام انسانوں کے ساتھ بھلائی کی تلقین کرنے والے دور میں کس منہ سے عالمی برادری کے ساتھ اپنے خوشگوار تعلقات بنائے رکھنے ہوں گے یہ سوچنے سمجھنے کی بات ہے ۔

بابری مسجد کی حفاظت وبقاء کے لئے یو پی کی فرقہ پرست بی جے پی حکومت کی کوتاہی ولاپرواہی اور مرکزی حکومت کی اپنے فرائض کو بروئے کار لانے کے لئے بے اعتنائی کا گلہ وشکوہ کرنا اب یہ سب فضول بات معلوم ہوتی ہے ۔ وزیراعظم جناب پی وی نرسمہا راؤ نے ۶ ر دسمبر ۹۲ء کی شب میں قوم وملک کے نام بابری مسجد کی مسماری پر جو بیان دیا اور بار بار ہندوستان کے لئے یہ صدمہ اورشرم وغیرت کی بات

کہکر فرقہ پرست و فسطائی ذہنیت کے افراد کے ذریعہ، بابری مسجد کو ڈھانے کی مذمت کی ہے وہ قابل تعریف بات ہے لیکن اس سے اس زخم کی تلافی کیسے ہو سکتی ہے جو سیکولر آئین کے بیچوں بیچ کروڑوں اربوں مسلمانوں کے دلوں پر لگ چکا ہے۔

بابری مسجد کی مسماری کے بعد اس کے ردّ عمل کے طور پر ہندوستان میں کئی شہروں اور قصبوں اور بعض گاؤں تک میں بھی جس طرح فسادات کا چکر چلا اور اس میں بے گناہ انسان پولیس کی گولیوں سے موت کے شکار ہوئے، دہلی سمیت کئی شہروں میں رات دن کا کرفیو لگا انسانوں کی زندگی اجیرن بنی، روزی روٹی کے مارے لوگ اپنے ضروریات زندگی اور اپنے معصوم شیر خوار بچوں کے لئے دودھ تک فراہم نہ کر سکے۔ فرقہ پرست اور فسطائی طاقتوں کے ہاتھوں ایک عبادت گاہ کو تہس نہس کرنے کے باعث آزاد ہندوستان کا سارا ڈھانچہ ہی بگڑ جانے پر آمادہ تھا ایسے موقع پر حکومت ہند کے انتظام و کنٹرول کی ستائش ہی کی جائے گی کہ حالات پر بہت جلد قابو پا لیا گیا اور فرقہ پرست اتنا سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ "مقصد" حاصل نہ کر سکے جس کے لئے وہ ہندوستان کی آزادی ملنے کے بعد ہی سے کمر بستہ و مستعد عمل تھے۔ آزادی کے فوراً بعد مہاتما گاندھی کا ناتھورام گوڈسے کے ہاتھوں قتل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ جس طرح اس وقت خدا نے انہیں ناکام کیا بابری مسجد کی مسماری کے بعد بھی اللہ پاک نے ان کے ناپاک منصوبوں پر پانی پھیر دیا ــــ اس کے پیش نظر ہم اب بھی ہندوستان کے شاندار اور سیکولر مستقبل سے مایوس نہیں ہیں اور امید و یقین کے ساتھ اب بھی اس خیال پر قائم ہیں کہ آزاد ہندوستان میں فرقہ پرست فاشسٹ طاقتیں انشاء اللہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتی ہیں۔ اور ہندوستان اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنی سیکولر پہچان و کردار کو ہر حال میں برقرار رکھے گا۔

بابری مسجد کی مسماری کی خبر کے بعد ہندوستان کے باہر ملکوں میں اس کا جو ردّ عمل ہوا وہ یقیناً غیر متوقع نہ تھا لیکن اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم یہ کہے بغیر نہ رہیں گے کہ بابری مسجد کی مسماری کی خبر سن کر مسلم ملکوں میں جس طرح کا ردّ عمل ہوا وہ سراسر تعلیمات اسلامی کے مغائر تھا۔ اسلام میں

دوسرے مذاہب اور ان کی پوجا گاہوں کا احترام کرنا سکھایا گیا ہے کہ کسی بھی مذہب اور اسکے ماننے والوں کو بُرا مت کہو اور نہ ہی اس کے ماننے والوں کی کسی بھی قسم کی دل آزاری ہی کیجائے اتنی کھلی اور صاف اسلامی تعلیمات کی موجودگی میں کسی مندر کو توڑنا یا کسی غیر مسلم کو مارنا کیسے صحیح و جائز کہا جائے ؟ پھر ہم میں اور ان میں فرق کیسے رہ پائے گا۔ رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے ہمیں اس سلسلے میں قدم قدم پر ہر سبق ملتا ہے اس لئے ہم تعلیمات اسلامی اور اسوۂ حسنہ کی روشنی میں بابری مسجد کے ڈھانے کی خبر کے ردّ عمل پر مسلم ملکوں میں غیر مسلموں اور ان کی پوجا گاہوں کے ساتھ بدسلوکی کی نہ صرف سخت ترین لفظوں میں مذمت کرتے ہیں بلکہ اسے شعائر اسلامی کے منافی بھی گردانتے ہیں۔ جذبات کے ساتھ ہوش بھی ضروری ہے اور جذبات کے ساتھ ہوش میں ہمیں اسلامی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ سے ان باتوں کے ارتکاب سے قطعاً گریز کرنے کا حکم وتاکید ہے۔

بابری مسجد کی مسماری کے حادثہ کے بعد ہندوستان کے مسلمانوں کو نت نئے مسائل جس طرح اپنی گرفت میں جکڑ بن گے۔ اسے ماضی وحال کے پیش نظر مستقبل کی عینک سے دیکھنے کے لئے ہمیں ابھی سے تیار ہوجانا چاہیئے آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کو آئندہ لائحہ عمل کس طرح تیار کرنا ہوگا اس پر سنجیدگی سے مسلم قیادت کو سیاست سے اور سیاسی مفاد سے بالاتر ہو کر سوچنا ہوگا ہندوستان کی ملّت اسلامیہ کی بدنصیبی ہے کہ صحیح مسلم قیادت اس کے لئے مفقود ہے بابری مسجد کے لئے۔ کروڑ غیر مسلموں کی موجودگی میں تین لاکھ (اس سے کم یا زیادہ) کا دہلی میں احتجاجی مارچ اور تھوڑے تھوڑے وقفہ میں بے تکے بیانات متضاد تقریریں جذباتی نعرے اور متحدہ پلیٹ فارم پر نہ کھڑے ہو کر ایک ہی کاز کے لئے تین تین بلکہ اس سے بھی زیادہ پلیٹ فارم کمیٹیاں الگ الگ ناموں سے بنا کر ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا آج اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ جبکہ فسطائی طاقتوں کے پاس صحیح جواز نہ ہوتے ہوئے بھی اور لاکھوں کروڑوں بلکہ اربوں روپیہ جمع کرنے کے باوجود ان میں انتشار نظر نہ آیا اور نہ ہی آپس میں کوئی تفرقہ بازی ہی دکھائی دی۔ جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ یعنی غالب کے خیال میں ؎

ایک ہم کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے

فرقہ پرستوں کی یہ چالاکی تھی کہ انہوں نے بابری مسجد کے مسئلہ میں خطرناک حد تک الجھا کر مسلمانانِ ہند کے دیگر مسائل سے انہیں بے خبر کر دیا تھا ان میں بے روزگاری، سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک، پولیس اور فوج میں ان کی تعداد صفر کے برابر، فرقہ وارانہ فساد میں ان پر پولیس کی اندھا دھند گولیوں کی بوچھار، کاروبار و تجارت اور تعلیم کے میدان میں ان کی لاچاری و بے بسی سے مسلمانوں کو غفلت کے اندھیرے ہی میں لاکھڑا کر دیا ہے۔ اب آزاد ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا مطالبہ و مسئلہ بابری مسجد کی بحالی ہی کا ہوگا اور باقی مسائل درجہ دوم کے ذیل ہی میں ہوں گے۔ اور یہ بھی فرقہ پرستوں کا ایک سوچا سمجھا مقصد تھا جو مسلمانوں کی بے حس اور غیر دانشمندانہ قیادت کے ذریعہ انہیں مستقبل میں شاید خود بخود بآسانی حاصل ہو جائے گا۔ ایسے نازک وقت میں امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ، مفتی اعظم مفتی کفایت اللہؒ، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مجاہد ملّت مولانا حفظ الرحمانؒ اور مفکر ملّت حضرت مفتی عتیق الرحمٰن کی سوجھ بوجھ بھری دانشمندانہ صحیح قیادت کی کمی شدّت سے محسوس ہو رہی ہے ان بے لوث اور دانشمند قائدین کی موجودگی میں بلاشبہ ایسے حالات رونما ہی نہ ہوتے جو مسلمانانِ ہند کو آج درپیش ہیں۔

ہندوستان میں فسطائی و فرقہ پرست طاقتیں بڑی چالاکی و عیّاری اور ہٹلری انداز سے اپنا کام کر رہی ہیں حکومتِ ہند نے ان پر جو پابندی لگائی ہے تو حکومت ہند کو چاہیئے کہ وہ اس بنیاد ہی کو ختم کرنے پر توجہ دے جس سے فرقہ پرستی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ فسطائی طاقتیں فرقہ کے زہر کو آہستہ آہستہ ہندوستان کے سادہ لوح عوام میں پھیلانے کی تگ و دو اور کوششوں میں مصروف عمل ہیں۔ حکومتِ ہند تمام جائز ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے اسکی بیخ کنی کرے جب ہی ہندوستان سے فرقہ پرست ذہنیت کا سدباب ہو سکے گا۔

مسلمانوں کے لئے اب پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ ایک ہمدردِ ملّت، انتہائی دردمند اور مخلص محب وطن جناب شیخ بدر الاسلام قریشی کی یہ بات قابلِ غور اور مسلمانانِ

ہند کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ " اپنی تین صوبائی حکومتوں کی برطرفی کے باوجود یہ فرقہ پرست ایکدم جذبات کی رو میں نہ بہے اور طاقت و پولیس سے زور آزمائی کر کے اپنی جان جوکھوں میں ڈالنے سے باز رہے " کیا یہی بات ہم مسلمانوں کے بارے میں کہہ سکتے ہیں ؟ وہ جذبات کی رو میں ایکدم بہہ کر پولیس سے مڈبھیڑ پر آمادہ ہو کر اپنی ہی جان گنوا بیٹھتے ہیں " اس دور میں اسے دانشمندی کون کہے گا ۔ اور اس سے کیا ہم کچھ حاصل کر سکیں گے یہ سوچنے سمجھنے اور متانت کے ساتھ غور کرنے کی بات ہے ۔ جذبات اور چیز ہے اور عقل و دانشمندی کے تقاضے کچھ اور ہی ہیں ۔ ہمیں ہر حال میں اس پر غور و فکر کرنا ہی ہوگا جب ہم آج کے آزاد ہندوستان میں عزت و وقار، شان و شوکت اور اپنے مذہبی اسلامی شعائر کو قائم رکھتے ہوئے زندہ قوم کے طور پر زندہ رہ سکتے ہیں — بابری مسجد کے سانحہ ہی سے مسلمانانِ ہند کی آنکھیں کھولنے انھیں خوابِ غفلت سے بیدار ہونے اور ان میں عقلِ سلیم صحیح شعور پیدا کرنے کا ہی شاید اللہ پاک نے سامان واسباب کیا ہو۔ ایسا ہمارا نیک خیال ہے — پریشان کن اور ناموافق حالات میں انجام کار روشن مستقبل اور خوشی و بہتری کا راز مضمر ہے ۔ مشکلات کے بعد راحت و آسائش کے سامان میسر ہوں گے ۔ بشرطیکہ صبر کا دامن نہ چھوٹنے پائے، یہ اسلامی فلسفہ ہے ۔

گذارش

جوابی امور و خط و کتابت نیز منی آرڈر کرتے وقت اپنا خریداری نمبر حوالہ دینا نہ بھولیں ۔ خریداری یاد نہ ہونے کی صورت میں کم سے کم جس نام سے آپ کا رسالہ جاری ہے اس کی وضاحت ضرور فرمائیں ۔

چیک سے رقم روانہ نہ کریں ۔ صرف ڈرافٹ سے روانہ کریں ۔

اور اس نام سے بنائیں

"برہان دہلی" "BURHAN, DELHI"

پتہ: برہان، اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶